TQ Lesson 213 Surah Luqman 12-15 tafsir

یہاں سے حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کی نصیحتوں کا ذکر شروع ہوتا ہے حضرت لقمان علیہ السلام کون تھے؟ حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت عرب میں ایک حکیم اور دانا کی حیثیت سے بہت مشہور تھی حتیٰ کہ جو زمانہ جاہلیت کے شاعر ہیں، مشہور شاعر جیسے **امرؤ القیس ہے، لبید بن ربیعہ، اعشیٰ قیس اور طرفۃ بن العبد** تو ان کے کلام میں بھی حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے اہل عرب میں بعض جو پڑھے لکھے لوگ تھے ان کے پاس بھی صحیفۂ لقمان کے نام سے کچھ حکیمانہ اقوال کے مجموعہ کا ذکر ملتا ہے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مجموعہ موجود تھا اور اس مجموعہ کا نام کیا تھا؟ وہ صحیفۂ لقمان کے نام سے اس کو یاد کرتے تھے چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے مدینہ کا اولین شخص جو رسول اللہ ﷺ سے متاثر ہوا سب سے شروع میں وہ **سوید بن صامت تھا** وہ حج کے لیے مکہ گیا وہاں رسول اللہ ﷺ کے پاس مختلف علاقوں سے لوگ آتے تھے ۔حج کے موقع پر تو آپ حاجیوں کی قیام گاہوں پہ جا جا کر ان کو اسلام کی دعوت دیتے اس سلسلے میں **سوید** نے جب رسول اللہ ﷺ کی تقریر سنی تو اس نے کہا آپ ﷺ جو باتیں پیش کر رہے ہیں ایسی ہی ایک چیز میرے پاس بھی ہے آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجلۂ لقمان پھر آپ ﷺ کی فرمائش پر اس نے اس مجلے کا کچھ حصہ آپ کو سنایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت اچھا کلام ہے مگر میرے پاس ایک اور کلام اس سے بھی بہتر ہے پھر آپ ﷺ نے اسے قرآن سنایا اور اس نے اعتراف کیا کہ بلاشبہ یہ مجلۂ لقمان سے بہتر ہے سیرت ابن ہشام میں یہ واقعہ ہے اور تاریخ کی کتابوں میں **رحیق المختوم** وغیرہ میں بھی پڑھ سکتی ہیں پھر کہتے ہیں کہ **سوید بن صامت** مدینے میں اپنی طاقت بہادری شعر و شاعری کی وجہ سے اور شرف کی وجہ سے **"کامل"** کے لقب سے پکارا جاتا تھا لیکن آپ ﷺ سے ملاقات کے بعد جب وہ مدینہ واپس آیا تو کچھ مدت بعد ہی جنگ بعاث ہوئی اس میں یہ مارا گیا اور قبیلے کے لوگوں کا عام خیال یہ تھا کہ یہ حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد مسلمان ہو گیا تھا تو اس ساری بات سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ عرب کا معاشرہ حضرت لقمان علیہ السلام سے متعارف تھا اور آپ دیکھیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں لوگوں کے ہمیں مختلف اقوال ملتے ہیں مثلاً بعض کہتے ہیں کہ ان کی بہت لمبی عمر تھی یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ انہوں نے پایا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام ایک حبشی غلام تھے نجاری کا کام کرتے تھے اور اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی عنہ سے ان کے حالات دریافت کئے گئے تو فرمایا کہ پست قد پست ناک کے حبشی تھے اور مجاہد نے فرمایا کہ حبشی غلام موٹے ہونٹ والے پھٹے ہوئے قدموں والے تھے۔ ایک سیاہ رنگ حبشی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تسلی کے لیے فرمایا کہ تم اپنے کالے ہونے پر غم نہ کرو، کیونکہ کالے لوگوں میں تین بزرگ ایسے ہیں جو لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔ **1.** حضرت بلال حبشی رضی عنہ، **2.** حضرت مہجع رضی اللہ عنہ ، (یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے) **3.** حضرت لقمان علیہ السلام۔- جمہور علماء اور سلف کہتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی اور حکیم تھے اور جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ نبی نہیں تھے لیکن وہ **فِقْہی** تھے اور حکیم تھے پھر اسی طرح سے آپ دیکھئے جو ایک اور بات ان کے بارے میں پتہ چلتی ہے کہ یہ بہت سمجھدار تھے بہت حکمت والے تھے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کے 10000 سے زیادہ ابواب پڑھے ہیں۔ ان کی حکیمانہ باتیں بہت زیادہ تھیں بعض کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے یہ قاضی تھے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں آتا

ہے ایک روز یہ ایک بڑی مجلس میں لوگوں کو حکمت کی باتیں سنا رہے تھے، ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا کہ تم وہی ہو جو میرے ساتھ فلاں جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے ؟حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں، اس شخص نے پوچھا کہ پھر آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا کہ خلق خدا آپ کی تعظیم کرتی ہے اور آپ کے کلمات سننے کے لیے دور دور سے جمع ہوتی ہے۔حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا سبب میرے دو کام ہیں ایک ہمیشہ سچ بولنا، دوسرے فضول باتوں سے اجتناب کرنا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس درجہ پر پہنچایا، اگر تم اختیار کرلو تو تمہیں بھی یہی درجہ اور مقام حاصل ہوجائے گا۔ وہ کام یہ ہیں اپنی نگاہ کو پست رکھنا اور زبان کو بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد کو پورا کرنا، مہمان کی عزت کرنا، پڑوسی کی حفاظت کرنا اور فضول کام اور کلام کو چھوڑ دینا۔ تو بہرحال ان کو جو اتنا اونچا اور اعلیٰ مقام ملا حکمت کا دانائی کا کہ اللّٰہ تعالی نے قرآن میں ان کا ذکر کیا ہے بڑی بات ہے کہ نبی بھی نہیں ہیں پھر بھی ان کا ذکر قرآن میں ہوا ہے یہ واقعہ میں نے آپ کو ایک دفعہ پہلے بھی سنایا تھا بہت مشہور واقعہ ہے کہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے سب سے بہترین دو حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کرلے گئے۔ ایک دوسرے موقع پر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کرلے گئے، پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ زبان اور دل، اگر صحیح ہوں تو سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ گویا کہ ان کی ایک بات نہیں بے شمار باتیں تھیں اور یہ عرب میں اپنی حکمت اور دانائی کی وجہ سے مشہور تھے متقی تھے نیک تھے اور اللّٰہ کے شکر گزار تھے اور دوسری بات یہ کہ ان کا اپنے بیٹے کے ساتھ بڑا ہی پیار اور محبت کا تعلق تھا کیا فرمایا اللّٰہ رب العزت نے

آیت نمبر 12۔ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا لُقْمَٰنَ ٱلْحِكْمَةَ أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ

ترجمہ۔ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللّٰہ کا شکر گزار ہو جو کوئی شکر کرے اُس کا شکر اُس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو کوئی کفر کرے تو حقیقت میں اللّٰہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا لُقْمَٰنَ ٱلْحِكْمَةَ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی۔ حضرت لقمان علیہ اسلام جو عرب میں حکیم اور دانا کے نام سے مشہور تھے تو حکمت ان کے پاس کہاں سے آئی **ءَاتَيْنَا** ہم نے دی تھی لقمان کو حکمت **أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ** کہ اللّٰہ کا شکر گزار ہو اللّٰہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہو **وَمَن يَشْكُرْ** اور جو کوئی شکر ادا کرے گا **وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ** تو وہ جو شکر ادا کرے گا تو وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر ادا کرے گا **وَمَن كَفَرَ** اور جو انکار کرے گا اور جو کفر کرے گا **فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ** اللّٰہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے اب آپ دیکھئے کہ اب یہاں پہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکمت کہتے کس کو ہیں؟ کیونکہ اللّٰہ رب العزت یہاں پہ اعلان کر رہے ہیں بتا رہے ہیں کہ ہم نے حضرت لقمان علیہ اسلام کو حکمت عطا کی تھی حکمت کسے کہتے ہیں؟ قرآن مجید میں حکمت لفظ متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے آپ دیکھیں کہ ابھی جو کل ہی کا سبق تھا اس میں بھی آپ نے **حَكَمَ** حکیم حکمت لفظ پڑھا تو ویسے اگر آپ دیکھیں تو یہ جو حکمت لفظ ہے **حَكَمَ ، يَحكُمُ ،حُكْمًا** فیصلہ کرنا حکم دینا یہ معنی بھی رکھتا ہے اور **حَكُمَ ،يَحكُمُ ،حِكْمَتًا** دانا اور دور اندیش ہونا اس کے لیے بھی آتا ہے۔ عین **(فعل)** کلمہ کی

حرکت میں فرق پیدا ہو جائے یا مصدر میں فرق ہو جائے تو معنی میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو یہاں پر بھی جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ کیا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی تو قرآن میں حکمت لفظ استعمال ہوا ہے   علم کے لیے، عقل کے لیے ،حلیم و بردباری کے لیے، نبوت کے لیے ، اصابت رائے (رائے کی درستگی)۔ **ابو حَیَّان** رحمہ اللّٰہ نے فرمایا حکمت سے مراد وہ کلام ہے جس سے لوگ نصیحت حاصل کریں اور ان کے دلوں میں مؤثر ہو اور جس کو لوگ محفوظ کر کے دوسروں تک پہنچائیں۔ ہر کلام حکمت والا کلام نہیں ہوتا کیونکہ ہر کلام سے اگر نصیحت حاصل نہیں ہوتی تو حکیمانہ کلام تو نہیں ہے حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا حکمت سے مراد عقل و فہم اور ذہانت ہے   بعض لوگ کہتے ہیں کہ علم کے مطابق عمل کرنا حکمت ہے۔ مثلاً آپ دیکھیں آپ نے 20/21 جز پڑھ لیے ہیں تو جتنا حصہ آپ کے عمل میں ہے اتنی حکمت ہے آپ کے پاس اگر علم تو ہے لیکن عمل نہیں ہے تو پھر اتنی حکمت نہیں ملی جتنے جز کی گنتی ہم کر رہے ہیں وہ میں ہوں یا آپ ہوں تو یہ سب ہی چیزیں حکمت میں داخل ہیں اور خلاصۂ تفسیر میں حکمت کا ترجمہ پھر کیا سمجھ میں آئے گا دانشمندی، "علم باعمل" اور آپ کو یہ بات بھی پتہ ہے-" **رَأْسُ الحِكْمَةِ مَخافَةُ اللهِ**" حکمت کی جڑ (بنیاد) اللّٰہ کا خوف ہے۔ تو اللّٰہ تعالی نےحضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت عطا کی ،اپنا خوف عطا کیا، علم عطا کیا، عمل عطا کیا حکمت اور دانائی کی باتیں عطا کیں ان کو ذہانت دی انہیں مضبوط رائے اور علم اور بردباری سے   آراستہ کیا اب یہاں پہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ہم نے حکمت عطا کی اور ساتھ ہی کہہ رہے ہیں   **أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ**   کہ اللّٰہ کا شکر ادا کرو ، اللّٰہ کی بخشی ہوئی حکمت اور دانائی کا اولین تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا شکر گزار اور احسان مند ہو اور آپ دیکھیں گویا کہ اب یہاں پہ شکر اختیار کرنے کو کہا جا رہا ہے اور **شَکَرَ** کسے کہتے ہیں؟ شکر کا لفظ آپ بہت شروع میں بھی پڑھ چکی ہیں تو **شَکَرَ**کے معنی کیا ہوتے ہیں امڈ آنا۔ ابل پڑنا ، کسی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرنا بعض لوگ کہتے ہیں کہ **شَکَرَ** اصل میں یہ **کَشَرَ** بھی ہے جیسے **کشف** ہوتا ہے کھول دینا۔ تو **شَکَرَ** کے معنی ہوتے ہیں نعمت کو کھولنا **دَابَّۃٌ شَکُوْرٌ** اس چوپائے کو کہتے ہیں جو اپنا موٹاپا ظاہر کر رہا ہو جو اپنی فربہی سے ظاہر کر رہا ہو کہ اس کے مالک نے اس کی خوب پرورش کی ہے بڑی حفاظت کی ہے بعض کہتے ہیں **عَیْنٌ شَکرِیٰ** ایسی آنکھ کو کہتے ہیں کہ آنسوؤں سے بھرپور آنکھ کیوں آنسوؤں سے بھرپور ہوئی کہ شکوے شکایتیں کر کے نہیں **منعم** کے ذکر سے بھر جانا جب اللّٰہ کا ذکر ہو اللّٰہ کی نعمتوں کا ذکر ہو تو آنکھوں میں آنسو آنے لگیں اعترافِ حقیقت کے طور پر اور شکر کے اندر تین باتیں خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔ نمبر 1. نعمت کا تصور کرنا یہ کیا ہے (قلبی شکر) ،نمبر 2. نعمت کا اعتراف کرنا اظہار کرنا زبان سے شکر کرنا (شکرِ لسانی) ، نمبر 3. (شکر بالجوارح) جوارح کا مطلب کیا ہے جسم کے جو اعضاء ہیں ان سے اللّٰہ کا شکر ادا کرنا **اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُکْراً** (13- سورت سبا) اے داؤد کی آل میرا شکر ادا کرو۔ تو اب یہاں پر بھی کیا کہا جا رہا ہے کہ **أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ** کہ اللّٰہ کا شکر ادا کرو اور قرآن میں اللّٰہ تعالی یہ بھی کہتے ہیں **وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ** اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہی ہیں بہت تھوڑے ہیں جو شکر ادا کرنے والے ہیں اور عربوں کے ہاں کیا رواج تھا کہ **نَاقَۃٌ شکِرَۃٌ** دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں والی اونٹنی کے لیے وہ استعمال کرتے تھے یہ معقولہ ان کا مشہور ہے اسی طرح "**هُوَ اَشکَرُ مِنْ بَرُوْقٍ** " وہ بروق گھاس سے بھی زیادہ شکر گزار ہے بروق گھاس کے متعلق مشہور ہے کہ ہلکی سی بارش سے ہری بھری ہو جاتی ہے جیسے روکی سوکھی کھا کر کوئی پیٹ بھر لے اور پھر اس کے جسم پر نعمت کے اثرات نظر آئیں تو لگتا ہے کہ بڑی خوشگوار زندگی کوئی بسر کر رہا ہے تو گویا کہ جو بات یہاں پہ بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے کہ ایسی اونٹنی جو تھوڑی سی گھاس کھاتی ہے پھر اس کے بعد اس کے تھن دودھ سے بھر جاتے ہیں بہنا شروع ہو جاتے

ہیں تو **شَکَرَ** کے معنی امڈ آنا ابل پڑنا اللّٰہ کی نعمتوں کا اظہار کرنا تو شکر کے لیے آپ کیا بات کہیں گی ؟ اعترافِ نعمت ، اظہارِ نعمت اور جب اندر اعتراف ہی نہیں ہے تو پھر اظہارِ نعمت کیسے کریں گے شکر کسے کہتے ہیں ؟ اعتراف نعمت کو اعتراف کہاں کرنا ہے دل کے اندر قلب میں اور دماغ میں پھر کیا کرنا ہے اظہار کرنا ہے تو اظہار کہاں سے کریں گے ؟ زبان سے بھی کرنا ہے اور اعمال سے بھی کرنا ہے ، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اندر اعتراف ہی نہیں پایا جاتا تو پھر اظہارِ نعمت کیسے کریں گے، اور دیکھیں تو ان گنت نعمتیں ہیں جن سے اللّٰہ تعالی نے مجھے اور آپ کو مالا مال کیا ہوا ہے اور ہمیں ان کے بارے میں سوچنا چاہیے مثلاً کسی کے پاس اولاد نہیں ہے تو بھی یہ بہت بڑی اللّٰہ کی نعمت ہے کیوں اولاد نہیں ہے تو بہت بڑی نعمت ہے؟ کہ وہ اپنے وقت کا استعمال اللّٰہ کی عبادت بندگی میں اللّٰہ کے ذکر میں قرآن کے پھیلانے میں دین اسلام کی خدمت میں صرف کر سکتا ہے اب اولاد تو نہیں ہے لیکن وہ سارا وقت نا شکری کرتا رہتا ہے اس کا دوسرا رخ دیکھنا چاہیے کہ وہ لوگ جن کو اللّٰہ تعالی نے اولاد دی ہے وہ بھی بہت بڑی نعمت ہے لیکن وہ اولاد کے پیچھے صبح سے لے کے شام تک بھاگے رہتے ہیں تو اب یہ کیا کرے اب یہ نہیں کہ ہر وقت رونا دھونا اور شکوے سے زبان پرُ رہے اللّٰہ کا شکر ادا کرے الحمداللّٰہ کہ اللّٰہ تعالی تونے مجھے جس حال میں رکھا ہے اور پھر اپنے وقت کا بہترین استعمال کر کے اللّٰہ کے دین کی خدمت کرے اعتراف کرنا اللّٰہ کی نعمتوں کا اور ایک نعمت نہیں ہے تو اس کے بارے میں سوچ سوچ کر **کُڑھنا** نہیں چاہیے اور جو نعمتیں موجود ہیں ان کی فہرست بنا کر ان کو گن کر اللّٰہ کا شکر ادا کیا جائے اولاد ہے اللّٰہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے پاس شوہر ہے اللّٰہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے پاس نہیں ہے اب وہ کیا کرے اب اس پر **کُڑھنا** نہیں چاہیے بلکہ اللّٰہ کے فیصلے پر راضی ہونے کے بعد کیا کہیں **دعا** : "**إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا**،"بے شک اللہ ہی کے لیے ہیں اورہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں،اس مصیبت میں مجھے اجر دے دیں اور اس کا بہترین نعم البدل عطا کر۔ تو ہر وقت اپنی سوچوں کے زاویے بدل دینے چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ یہ نعمت تو نہیں ہے لیکن یہ نعمت تو ہے یہ نہیں ہے لیکن یہ تو ہے۔ تو نہیں کی تکرار نہ ہو شکوؤں پہ اصرار نہ ہو اور کس پر اصرار ہو اور اقرار ہو اللّٰہ کی نعمتوں پر۔ ہر وقت اللّٰہ کی نعمتوں کے بارے میں سوچنا ان کو گننا ان کو شمار کرنا اور پھر اللّٰہ کا احسان مند ہونا یہ بہت بڑی نعمت ہے جس پر اللّٰہ تعالیٰ یہاں پہ ہم سب کو متوجہ کرتے ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت لقمان علیہ اسلام کو حکمت عطا کی تھی۔ اور حکمت کا پہلا جو پھل ہے وہ اللّٰہ کی شکر گزاری ہے۔ اللّٰہ جس کو حکمت دیتا ہے وہ اپنے رب کا شکر گزار ہوتا ہے۔ اور شکر گزاری کیا ہوتی ہے؟ شکر گزاری تو بندگی ہے۔

ے زندگی کا سفر کاٹنا ہے اگر جھوم کر آہ بھرنے کا فن سیکھ لے۔

تیرا سوز دروں تجھ کو دے گا جنوں کانٹوں پہ رقص کرنے کا فن سیکھ لے۔

تو حکمت کیا ہے؟ شکر۔ شکر کیا ہے؟ بندگی۔ **أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ** کہ اللّٰہ کا شکر گزار ہو۔ اور شکر گزاری تین طرح سے کی جاتی ہے۔ لسان سے، قلب سے اور جوارح سے۔ تو سب سے پہلے تو دل میں ہوتی ہے قلب اور دماغ میں۔ پھر زبان سے اعتراف کرنا اور پھر پورے جسم کے اعضاء اس کا عملی اظہار کرتے ہیں۔ اللّٰہ کی بندگی میں، اللّٰہ کی حمد میں انسان مصروف ہو جاتا ہے۔ اچھا اب آپ دیکھیں کہ صبح سے لے کر شام تک میں اور آپ کتنی دفعہ شکوے کرتے ہیں۔ اب بچے تو نعمت ہیں لیکن کہتے کیا ہیں؟ بڑی مصیبت ہے۔ سارا دن بچوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک جاتی ہوں، پہلے سکول چھوڑنے جاؤ، پھر لینے جاؤ۔ ابھی ناشتہ دیا تھا، پھر ان کے کھانے کا ٹائم ہو گیا۔ ایک کو دیتی ہوں تو پھر دوسرے کا وقت ہو جاتا ہے پھر تیسرے کا ، اور پھر اوپر سے شوہر کے آنے کا وقت ہو جاتا ہے۔ میری

بھی کوئی زندگی ہے، آپ دیکھیں کہ میں اور آپ بچوں کے بارے میں کیسے بول بولتے رہتے ہیں۔ ضرور اس بات کا جائزہ لیں۔ یہ نا شکری ہے اللّٰہ کی، اب بچے تو بچے ہیں۔

ے جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

بچے تو ایسے ہی ہیں، بچے تو بچے ہی ہیں۔ لیکن میں اور آپ کیا کرتے ہیں؟ کیوں ناشکری کرتے ہیں؟ بعض اوقات شوہر کی بڑی نا شکری کرتے ہیں۔ اور حدیث کا مفہوم ہے کہ جب معراج پہ رسول اللّٰہ ﷺ گئے تو آپ کو جہنم دکھائی گئی تو جہنم میں عورتیں زیادہ تھیں پوچھا کیوں؟ تو کہا کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کی وجہ سے جہنم میں ہیں۔ تو کتنی نا شکری کرتے ہیں ہم اپنے شوہروں کی؟ کتنا ہم روتے ہیں؟ پھر اسی طرح والدین کی بڑی نا شکری کرتے ہیں۔ والدین نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہم والدین کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ تو بہرحال اللّٰہ کی نعمتوں کا اعتراف کریں، اقرار کریں، پھر اظہار کریں، عمل کریں۔ **أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ** کہ اللّٰہ کا شکر گزار ہو۔ اور شکر کی تلقین اور شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کی جائے۔ **وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ** اور جو کوئی شکر کرے حکمت کیا ہے؟ شکر گزاری اور جو کوئی شکر کرے **فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ** تو اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے۔ جو کوئی شکر کرے گا جیسے قرآن میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** (7۔ سورت ابراہیم) اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں خوب ترقی دوں گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جو شکر کرتا چلا جاتا ہے اللّٰہ شکرانِ نعمت کے طور پر اس کی جو نعمتیں ہیں اس کو بڑھاتا چلا جاتا ہے علم بڑھتا ہے اس کو عمل کی توفیق ہوتی ہے دنیا میں اللّٰہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے آخرت میں ثواب دے گا تو گویا کہ دنیا ہے دین ہے آخرت ہے ہر چیز میں شکر گزاری کی وجہ سے اس کی نعمتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں تو اب آپ دیکھئے **وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ** کہ جو کوئی شکر کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے کسی دوسرے کو کوئی فائدہ نہیں شکر کا اپنے ہی نفع کے لیے انسان شکر کرتا ہے **وَمَن كَفَرَ** اور جو کوئی انکار کرے جو کوئی کفر کرے **فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ** تو حقیقت میں اللّٰہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے، اگر کوئی کفر کرے گا انکار کرے گا تو نقصان اللّٰہ کا نہیں ہوگا بندے کا خود اپنا نقصان ہے تو یہاں پہ پھر ہمارے لیے عمل کا کیا اصول سامنے آیا ؟ کہ اللّٰہ تعالی نے بندوں سے شکر گزاری کا جو مطالبہ کیا ہے اللّٰہ تعالی نے بندوں کے لیے یہ عمل پسند کیا ہے کہ لوگ شکر گزار ہوں تو اس کا یہ نہیں مطلب کہ اللّٰہ کو کوئی نفع ملنے والا ہے بندوں کا اپنا ہی نفع ہے جو اللّٰہ کا شکر گزار ہوگا اس کی دنیا بھی سنور گئی اور اس کی آخرت بھی بن گئی۔ رہا اللّٰہ کا معاملہ تو اللّٰہ کیسا ہے **فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ** اللّٰہ تو حقیقت میں بے نیاز ہے اور یہاں پہ حمید کا لفظ استعمال کیا گیا کہ آپ سے آپ تعریف والا محمود ہوتا ہے کہ کوئی اسکی تعریف کرے تو یہاں پہ کیاہے **حمید** کوئی تعریف کرے یا نہ کرے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے کمال، جمال، خلاقی، رزاقی پر شہادت دے رہا ہے ہر مخلوق زبانِ حال سے اللّٰہ کی حمد بجا لا رہی ہے کوئی اللّٰہ کے احسانات اللّٰہ کی قدر کرے یا نہ کرے اگر کوئی کرے تو اللّٰہ کی بزرگی میں اضافہ نہیں کر سکتا اگر کوئی نہ کرے تو اللّٰہ کے کمال اور جمال میں کوئی کمی نہیں کر سکتا تو اللّٰہ تعالی حمید ہے غنی ہے تو اس سے پھر کیا بات ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ ہمیں اپنے فائدے کے لیے اپنے نفع کے لیے ہم سب کو اللّٰہ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اصل شکر گزاری کیا ہے ؟بندگی

ے زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ہم ایک طرف اللّٰہ کو مانتے بھی ہیں لیکن شاکر نہیں ہیں ایک اونٹنی تو اپنے مالک کے لیے شاکر ہو جائے اور ہم اپنے رب کے لیے شاکر ہی نہ ہوں تو بڑی عجیب بات ہے کیا بات سمجھ میں آئی اب آپ

دیکھیں کہ یہ جو ہم نے آیت پڑھی ہے تو اس آیت کا نچوڑ کیا ہے ؟یہاں پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت دی تھی حکمت سے کیا مراد ہے؟ علم اور عمل دونوں سے نوازا تھا اور حکمت میں کمال ہوتا ہے شکر کرنے سے جوں جوں انسان شاکر بنتا چلا جاتا ہے تو حکمت میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے ۔ حضرت لقمان علیہ السلام اعلیٰ درجے کے حکیم بنے ، ان کی باتیں اتنی حکیمانہ تھیں کہ عرب زمانہ جاہلیت میں بھی ان کو یاد کرتے تھے بڑے ہی خدا ترس، بڑے ہی اللہ سے محبت کرنے والے، اللہ کو ماننے والے اور کسی نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ حکمت کہاں سے حاصل کی ؟ تم تھے تو غلام تم اتنے نیک کیسے بن گئے تمہیں یہ مرتبہ اور مقام کیسے ملا یہ شعور کیسے ملا؟ تو انہوں نے بتایا تھا کہ راست بازی (سچ بولنے) کی وجہ سے امانت اختیار کرنے سے بے فائدہ باتوں کے اجتناب سے اور خاموشی سے اب آپ دیکھ لیں کہ لہو الحدیث کو اگر ہم چھوڑ دیں گے اپنی زندگی سے میں اور آپ لہو الحدیث نکال دیں فون پر گھنٹوں بیٹھ کر لوگوں کی باتیں کرنا اور افسانےناول فضولیات پڑھنا یا کمپیوٹر پر یا ٹی وی پر فضول چیزوں کے اندر مصروف رہنا ایسی فضول باتیں ایسی بیٹھک جوکچھ بھی ہماری زندگی میں لہو الحدیث پایا جاتا ہے ہمیں اس کو نکال باہر کرنا چاہیے وہ ناچ گانے کی محفل ہو وہ ساز ہو وہ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے کراہت کا اظہار کرنا چاہیے اس پر دل نہیں لگانا جب بھی ہم لہو الحدیث میں مبتلا ہوتے ہیں باقی چیزیں متاثر ہوتی ہیں اللہ کی بندگی متاثر ہوتی ہے نمازیں قضا ہونے لگتی ہیں قرآن کا معمول نہیں رہتا ہے اور جو تھوڑا بہت عمل کر رہے ہوتے ہیں اس پر شرمندگی ہوتی ہے کہ سارا کیا کرایا میں نے غارت کر دیا کیوں میں نے ایسا کیا انسان خود افسردہ ہوتا چلا جاتا ہے اب یہاں پر ایک طرف حضرت لقمان علیہ اسلام کا تعارف کروایا گیا کہ وہ شاکر تھے، وہ حکیم تھے حکمت سے مالا مال تھے اب دوسری طرف اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ اسلام کا اپنے بیٹے سے کتنا خوبصورت تعلق تھا وہ اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتے تھے تو حضرت لقمان علیہ اسلام کی اپنے بیٹے کو پہلی نصیحت کیا ہے آپ دیکھیں کہ ایسے نہیں ہے کہ جیسے بعض والدین ہوتے ہیں کہ ان کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے کہ بچے کیا کر رہے ہیں لیکن حضرت لقمان علیہ اسلام کیسے تھے

آیت نمبر 13- وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

ترجمہ۔ یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا "بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے"

وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ اور جب کہا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کسی اور کے بیٹے کو نہیں اپنے بیٹے کو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنا اور اپنے گھر والوں کو نصیحت نہ کرنا چراغ تلے اندھیرا کہ گھروں سے نکل گئے اور اپنے گھر کی خبر نہیں رسول اللہ ﷺ کو بھی کیا حکم دیا گیا تھا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ** (6۔ سورت التحریم) بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے اب آپ دیکھیں کہ آیت نمبر 12 میں ان کا اپنا عمل بتایا جا رہا ہے کہ وہ کیسے تھے اور آیت نمبر 13 میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا تھا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی **لِٱبْنِهِۦ** اپنے بیٹے کو **وَهُوَ يَعِظُهُۥ** اور وہ اپنے بیٹے کو وعظ کر رہے تھے اور وعظ کسے کہتے ہیں ؟ایسی نصیحت جس سے لوگوں کے دل پگھلیں اور وہ نصیحت حاصل کریں جو ان کے دلوں میں ایک تاثیر چھوڑے جس کا دلوں میں ایک اثر ہو **وَهُوَ يَعِظُهُۥ** وہ اپنے بیٹے کو وعظ کر رہا تھا **يَٰبُنَىَّ** اے میرے بیٹے یہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے **يَٰبُنَىَّ** اے میرے بیٹے باپ کا

بیٹے سے بہت پیارا رشتہ ہے بہت محبت بھرا رشتہ ہے کہ باپ ایسا نہیں ہے کہ بیٹے کو پیار سے مخاطب نہیں کرتا **یُبُنَیَّ** اے میرے بیٹے جیسے بعض وقت بچے کو پیار سے کہتے ہیں بٹیا، بیٹےجان بعض لوگ اپنے بچوں سے بہت محبت سے بات کرتے ہیں تو یہ بھی اپنے بیٹے سے اپنی اولاد سے بات کرتے ہیں کیونکہ دنیا میں اولاد ہی ایک ایسا رشتہ ہے جس کے متعلق انسان انتہائی خلوص برتتا ہے نفاق نہیں کرسکتا انسان اپنی اولاد کو وہ کہتا ہے جو سب سے اچھی چیز ہوتی ہے جو بہترین چیز ہوتی ہے اور اولاد کے متعلق اس کی آرزو ہوتی ہے کہ بھلائی کی بات میں اس کی اولاد سب سے آگے نکل جائے حتیٰ کہ یہ آرزو بعض وقت انسان اپنی حقیقی بہن بھائیوں کے بارے میں بھی نہیں کرتا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی **یُبُنَیَّ** اے میرے بیٹے **لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ** کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا تو اب آپ دیکھیں کہ نصیحتیں تو حضرت لقمان علیہ السلام کی بہت زیادہ تھیں دنیا والوں کے لیے تھیں لیکن قرآن نے اس نصیحت کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے اپنی اولاد سے کی ہے لخت جگر کو کی ہے وہ چاہتے تھے کہ میرا بیٹا گمراہی سے پرہیز کرے اور پھر کیوں نصیحت کی **لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ** کیا نصیحت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا تو یہ نصیحت کہ توحید پرست بننا اور شرک نہ کرنا یہ کیا تھی کہ اہلِ مکہ شرک میں مبتلا تھے اور رسول اللہ ﷺ دعوتِ توحید دے رہے تھے اب ان کو بتایا جا رہا ہے کہ تمہاری سرزمین میں تمہارے ہی عرب کی دنیا میں ایک حکیم گزرا ہے جس نے اپنی اولاد کی خیرخواہی کا حق ادا کیا اور یوں ادا کیا کہ اس نے اسے شرک سے پرہیز کرنے کی نصیحت کی اور تم کیسے عجیب والدین ہو کہ اپنی اولاد کو اسی شرک پر مجبور کر رہے ہو یہ بدخواہی ہے یا خیرخواہی حضرت لقمان علیہ اسلام کی اپنے بیٹے سے خیرخواہی کیا تھی اور تمہاری اپنی اولاد سے خیرخواہی کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے موقع کی مناسبت سے بات کہی اور کہنے کا مقصد کیا تھا کہ ایک دانشمند باپ ہے اور عقلمندی کیا ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کی فکر کی جائے اور عقلمندی کیا ہوتی ہے؟ خود علم پر عمل کرنے کے ساتھ اولاد کو بھی باعمل بنانے کی فکر کی جائے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی **یُبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ** اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا اور کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ان کلماتِ حکمت میں سب سے پہلے عقیدے کو درست کرنے کی فکر کی گئی ہے عقیدے کی حیثیت جڑ اور بیج کی سی ہے جڑ ٹھیک ہوتی ہے مضبوط ہوتی ہے تو درخت تناور بنتا ہے اگر بیج ٹھیک ہوتا ہے تو پودا اچھا بنتا سنورتا ہے سب سے پہلے جو بات اپنی اولاد کو سکھانی چاہیے کہ اللہ تعالی ساری دنیا کا خالق مالک ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو اولاد بھی غیر اللہ کو شریکِ عبادت نہ کرے اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ بہت بڑا ظلم ہے **اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے ظلم کیا ہوتا ہے کسی کا حق مارا جائے اور انصاف کے خلاف کام کیا جائے کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ پہ نہ رکھنا کیا ہے یہ ظلم ہے تو اب آپ دیکھیں پیدا کرنے والے کی بجائے بتوں کی پرستش کرنا پوجا کرنا یہ کیا ہے **اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سورت الانعام کی یہ آیت اُتری **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ** (82- سورت الانعام) حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا" تو صحابہ کرام پر بڑی شاک گزری وہ کہنے لگے ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم نہ کیا ہو آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد ہر گناہ نہیں ہے بلکہ شرک مراد ہے کہ تم نےحضرت لقمان علیہ اسلام کا قول نہیں سنا جنہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا **اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** (یہ بخاری کی روایت ہے)۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ شرک کرنا یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس سے مراد کیا ہے؟ کہ اللہ کے جو حقوق ہیں جیسے اللہ کی الوہیت میں شرک کیا جائے ،اللہ کے اختیارات میں،

اللّٰہ کے حقوق میں شرک کیا جائے۔ یہ شرک ہے مثلا آپ کوئی مثال دیں کہ اللّٰہ کے ساتھ اللّٰہ کی صفات میں شرک کرنا کیسے ہے؟ جیسے کسی انسان کو یہ سمجھنا کہ وہ داتا ہے اصل داتا تو اللّٰہ ہے انسانوں میں اللّٰہ کی صفات کا عکس تو ہے لیکن اللہ کے پاس جو صفات ہیں وہ کامل ہیں اللّٰہ صفات کا مالک ہے۔ یعنی انسانوں کے پاس جو صفات ہیں وہ ناقص ہیں اور اللّٰہ کے پاس جو صفات ہیں وہ کامل ہیں۔ اللّٰہ مالک ہے لیکن انسان مالک نہیں ہے کیوں؟ ملکیت کے اختیارات اللّٰہ کے پاس ہیں اور اللّٰہ کامل ہے، اللّٰہ مالک ہے اور کیا ہے اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کے اندر جتنی بھی صفات ہیں بدرجہ اتم، بدرجہ کمال کو پائی جاتی ہیں اس لیے جتنے بھی اللّٰہ کے صفاتی نام ہیں وہ اللّٰہ کے نام بن گئے ہیں صفت کسی میں بہت زیادہ ہو مکمل ہو اس میں نقص نہ ہو تو اس کا نام بن جاتی ہے آپ بھی رحم کرتے ہیں لیکن آپ کو رحیم تو نہیں کہا جاتا کون ہیں ہم **امۃ الرحیم** ،**عبد الرحیم** رحم کرنے والے کے بندے اور بندیاں حالانکہ ہم بھی سنتے ہیں لیکن **سمیع** ہمارا نام نہیں ہے اللّٰہ کا نام ہے۔ ہم **عبد السمیع، امۃ السمیع ہیں۔** اللّٰہ سننے میں کامل ہے کیسے وہ تو چیونٹی کی بات بھی سنتا ہے۔ اس نے تو اس عورت کی بات سن لی جو رسول اللّٰہﷺ سے جھگڑا کر رہی تھی **وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ** (1۔ سورت المجادلہ) اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ تو دنیا نہیں سن رہی ہوتی اللّٰہ تعالیٰ سن رہا ہوتا ہے چوری چھپے کہہ رہا ہے زور سے کہہ رہا ہے دل میں کہہ رہا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور دورہ ہے اورلوگ گئے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ سے پانی کی دعا مانگیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کو کیا کہتے ہیں کہ چیونٹیوں نے اللّٰہ سے ٹانگیں اٹھا اٹھا کر، ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا مانگیں ہیں اللّٰہ نے قبول کر لی ہے اب آؤ ہمارا کام چیونٹیوں نے کر دیا ہے آؤ واپس چلیں تو اللّٰہ تو ہر ایک کی سنتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی صفات کامل ہیں۔ تو ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ اللّٰہ سے اپنا تعلق ٹھیک کرنا چاہیے شرک نہیں کرنا چاہیے عقیدے کی درستگی سب سے پہلے اس کو ٹھیک کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور پھر اس کے ساتھ کیا نصیحت کی گئی

آیت نمبر 14۔ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ

ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اُس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اِسی لیے ہم نے اُس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے

وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ اور ہم نے انسان کو وصیت کی وصیت کسے کہتے ہیں؟ تاکیدی حکم کو وصیت کہتے ہیں **(و ص ی)** اس کے اندر کیا معنی پائے جاتے ہیں تاکیدی حکم کرنا، نصیحت کرنا، تاکیدی نصیحت کی ہم نے۔ **ٱلْإِنسَٰنَ** تمام انسانوں کو اور تمام جتنی بھی شریعتیں گزریں جتنے مذاہب گزرے جتنے معاشرے گزرے سارے کے سارے معاشرے والدین کے ساتھ حسن سلوک پر متفق ہیں اور انسان کو کیا نصیحت کی **بِوَٰلِدَيْهِ** اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر مزید تفصیل نہیں بتائی جیسے پیچھے آپ نے پڑھا **وَ بِالْوالِدَيْنِ إِحْساناً** یہاں پر کوئی ایسی تفصیل نہیں پتہ چل رہی کیا پتہ چل رہا ہے الفاظ تھوڑے مختلف ہیں **وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ** کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کر دی اور آپ دیکھیں کہ اللّٰہ تعالی نے قرآن میں اپنے حق کے ساتھ جس انسان کے حق کا ذکر کیا ہے وہ والدین ہیں تو توحید کے بعد حقوق العباد میں سے جس کا سب سے زیادہ حق ہے سب سے بڑا حق ہے وہ انسان کے والدین ہیں اور والدین کے ساتھ کیا کرنا چاہیے ان کا شکر گزار ہونا چاہیے ان کی اطاعت کرنی چاہیے

تو ماں باپ کی اطاعت اور شکر گزاری یہ بہت اہم ہے جیسے شرک بڑا سنگین اورعظیم جرم ہے اسی طرح والدین کی نافرمانی کرنا بھی بہت بڑا جرم ہے پھر کیا فرمایا اب یہ کہا **بِوَٰلِدَيْهِ** اصل میں **بِوَٰلِدَيْنِ تھا** نون گر چکا ہے یعنی والدین دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے لیکن اب ماں کا ذکر خاص طور پر کیا جا رہا ہے **حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ** اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا، **حَمَل** اٹھایا حمل حسی بھی ہوتا ہے اور مادی بھی ہوتا ہے کسی جانور پر سامان رکھا ہوا ہو اس کے لیے بھی آتا ہے اب ماں نے پیٹ کے اندر رکھا ہوا ہوتا ہے بچہ نظر تو نہیں آتا کئی اندھیروں اور تاریکیوں میں **حَمَلَتْهُ أُمُّهُ** ُپیٹ میں رکھا اس کو، اس بچے کو رکھا پیٹ میں **أُمُّهُۥ** اس کی ماں نے **وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ** تکلیف پر تکلیف برداشت کی اور آپ دیکھئے کہ یہاں پر تکلیف سے مراد کیا ہے ؟ کمزوریاں تو بہت سی ہوتی ہیں جیسے **ضعیف** بھی کمزور ہوتا ہے لیکن طاقت اور قوت میں کمزور کو ضعیف کہتے ہیں۔ پھر **وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ (16**۔ سورت الحاقہ)۔اُس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی **وَاهِيَةٌ** یہ بھی کمزوری ہوتی ہے لیکن کسی چیز کا پرانا ہونے کی وجہ سے کمزوری ہوتی ہے **(و ھ ی)** کسی کے جوڑ بند ڈھیلے پڑ جائیں یا کوئی رسی کپڑا وغیرہ پرانا ہو کر جیسے پھٹ جائے ایک ہوتا ہے **وَهَنَ** وھن کیا ہوتا ہے مادی طور پر ہڈی یا سخت چیز کے کمزور ہونے کے لیے اور معنوی طور پر عمل کی کمزوری اخلاقی کمزوری کے لیے یہ استعمال کیا جاتا ہے طاقت نہ رہنے کی وجہ سے کمزور پڑنا اخلاقی طور پر کمزور ہونا عمل کی کمزوری ہر طرح کی آپ نے پیچھے پڑھا **وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** (41۔سورت العنکبوت) اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے کاش یہ لوگ علم رکھتے۔ تو وَهَنَ طاقت میں کمی واقع ہونے کے وجہ سے کمزور اور سُست پڑ جانا مختلف کمزوریاں ہیں لیکن یہاں پہ کیا کہا کہ تیری جو ماں تھی **وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ** تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا **وَفِصَٰلُهُۥ** فاصلہ کرنا اس کا، اور دودھ چھڑانا اس کا **فِي عَامَيْنِ** دو سال میں **"عَام"** ایک سال کو کہتے **عَامَيْنِ** دو سال دو سالوں میں بچے کا دودھ چھڑانا **أَنِ ٱشْكُرْ لِي** کہ شکر کر میرا **وَلِوَٰلِدَيْكَ** اور اپنے والدین کا **إِلَيَّ ٱلْمَصِيرُ** میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔ تو آپ دیکھئے کہ اب یہاں پر حقوق العباد میں سے والدین کا ذکر سر فہرست ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر اپنے حق کے ساتھ والدین سے بہتر سلوک کرنے کا ذکر کیا اور جیسے آپ سورت بنی اسرائیل آیت نمبر 23 اور 24 کو دیکھیں کہ والدین کی اہمیت پر اللہ رب العزت نے بہت تاکید کی ہے بہت زور دیا ہے اس لیے کہ والدین اولاد کے لیے گھلتے ہیں اور ماں خاص طور پر کون سی عورتیں ہیں جو کہتی ہیں کہ اسلام نے ہمیں حق نہیں دیا آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر ماں کا ذکر کیا گیا ہے اور کیا بتایا جارہا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ بچے کی تربیت میں سب سے بڑا حق تو والدین کا ہے اور والدین دونوں میں سے ماں کا حق خدمت زیادہ ہے مشہور **حدیث** کا مفہوم کہ ایک شخص نے جب پوچھا کہ مجھ پر کس کا حق زیادہ ہے تین دفعہ ماں کا کہنے کے بعد چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے کہا کہ تیرے باپ کا یعنی چوتھی دفعہ کا پہلے تین دفعہ مسلسل پوچھنے پر آپ نے ایک ہی بات کہی اور وہ بات کیا تھی کہ تجھ پر تیری ماں کا حق ہے تیری ماں کا حق ہے ،تیری ماں کا حق ہے اور اس کے بعد کہا کہ تیرے باپ کا حق ہے۔ تو اب یہاں بھی ذکر کیا جا رہا ہے کہ تیری ماں نے وھن پر وھن ضعف پر ضعف کمزوری پر کمزوری اٹھا کر تجھے پیٹ میں رکھا **وَفِصَٰلُهُۥ فِي عَامَيْنِ** اور دودھ چھوڑانے میں پھر دو سال کا عرصہ لگا تو یہاں پہ حمل کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ کس کا ذکر ہے دودھ پلانے کا ذکر ہے۔ گویا کہ یہ دونوں عمل کوئی آسان عمل نہیں ہیں بلکہ بڑے مشکل عمل ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں پر قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے اچھا اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر اگر آپ ماں کے ضعف کو دیکھیں کہ جب ماں بچے کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے جب وہ

حمل میں سے گزر رہی ہوتی ہے تو قرآن اس کو کہتا ہے **وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ** کمزوری پر کمزوری تو گویا کہ حمل کا زمانہ کوئی آسان زمانہ نہیں ہوتا قرآن اس کے بارے میں کہتا ہے کہ اس وقت ماں تکلیف کے مرحلے سے گزر رہی ہوتی ہے آپ سوچیں ایک جان کے اندر جان پیدا ہو رہی ہے اور ابھی حمل شروع ہوتا ہے سر چکرانا شروع ہو گیا کھا نہیں سکتی۔ پکانا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے کھانا تو دور کی بات گھر کے باقی لوگوں کی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتی مختلف لوگوں کی مختلف کیفیات ہوتی ہیں خوشبو سے طبیعت خراب ہو رہی ہے کبھی قے آ رہی ہے کبھی بے ہوش ہو رہی ہے اور پھر آپ دیکھیں خون کی کمی ہو گئی ہے دوائیاں لے رہی ہیں اور پھر جوں جوں بچہ بڑا ہوتا چلا جاتا ہے اس کی نقل و حرکت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے پھر وہ لیٹ بھی نہیں سکتی ایک ایک دن کر کے اس پر پہاڑ بن کر گزرتا ہے تو اللہ تعالی نے یہاں پر جو ذکر کیا ہے عورت کا اس کے **وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ** کا تو گویا کہ عورت کی تعریف کی ہے کہ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے جو عورت کرتی ہے یہ بہت اہم کام ہے اور ضعف پر ضعف اٹھا کر بچے کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے۔ حمل کے دوران عورت کے اندر کیا کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں اس کو آپ تلاش کر سکتے ہیں آپ میں سے کوئی بھی اپنی بیٹی سے کمپیوٹر میں جن کے بیٹے خاص طور پر ڈاکٹر بن رہے ہیں اور اگر کوئی عورت ڈاکٹر ہے تو خاص طور پر آپ ان سے یہ کروا کے لائیں یہ آپ کا کام ہے اور اس میں کیا ہے کہ اندازہ ہوگا کہ عورت کے اندر کتنی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے تو اس کمزوری کے لیے پھر کیا کیا جائے اندازہ ہوگا اللہ نے اتنے سال پہلے کہہ دیا**حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ** اور آج سائنس اس کو ثابت کر رہی ہے اور سائنس ثابت نہ بھی کرے قرآن اس کا محتاج تو نہیں ہے لیکن **عین الیقین** کی کیفیت پیدا ہوتی ہے آپ دیکھے رنگ زرد ہونا شروع ہو جاتا ہے چہرے کی رنگت بدل جاتی ہے بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں نیند میں کمی آ جاتی ہے خوراک میں کمی ہو جاتی ہے طاقت میں کمی ہو جاتی ہے کام نہیں ہوتا جیسے بھاگم بھاگ کرتے ہیں **وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ** تو غور کریں یہ دیکھیں یہ آپ کے لیے کچھ تصویریں ہیں اس میں انسانی جسم میں لگی ہوئی مشینری ہے اس کو دیکھیں پھر اس کے بعد آپ دیکھیں بچے کی پیدائش کے ابتدائی مراحل ہیں یہ اس کی تصویریں بنی ہوئی ہیں یہ دیکھیں یہ جو نطفہ ہے اس کا منظر ہے اندرونی منظر کتنے چھوٹے چھوٹے آپ کو ذرے نظر آ رہے ہیں تو ان ذروں میں سے ایک جب ملتا ہے تو انسان کا وجود آتا ہے نطفہ سفر کرتا ہے اور اس کو پتہ ہوتا ہے کہ مجھے کہاں پہنچنا ہے نطفے کا ایک سر ایک گردن اور ایک دم ہوتی ہے اس کی دم رحم مادر میں داخل ہونے میں مچھلی کی مانند اس کی مدد کرتی ہے اور پھر یہ عورت کے بچے دانی تک پہنچتا ہے تو پھر ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے اس کو پتہ ہوتا ہے کہ نطفے کے سر والے حصے کو بچے کی کون سی جگہ پر پہنچنا ہے اور پھر ماں کے اندر کا جو ماحول ہے اس نطفے کی پرورش میں ایک بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے یہاں کا ماحول بڑا تیزابی ہوتا ہے اور اس کو فائدہ دیتا ہے کیونکہ حفاظتی ڈھال سے ڈھاپنے والا تیزاب کا عمل ماں کو فائدہ دیتا ہے تیزابی عمل سے جو جرثومے ہیں ان کو تحفظ ملتا ہے پھر آپ دیکھیں اس کے بعد یہ ایک اور تصویر ہے اور اس میں کیا ہے؟ کہ اب نطفے کا عمل مزید آگے بڑھ رہا ہے ماحول میں زندگی کے ایک بیج کے طور پر ہے اب آپ دیکھیں یہ اس میں کیا ہے کہ اب مزید وہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور فلوپی نالی اسے کہتے ہیں جس میں مزید ارگرد آپ کو چیزیں وہ نظر آ رہی ہیں جرثومے ہیں جو آگے بڑھ رہے ہیں پھر نطفے اور بیضے کا ملاپ ہے آپس میں عورت اور مرد کا نطفہ مل رہا ہے اور اس میں حمل اب ٹھہر گیا ہے اب ماں کے رحم میں آکر چمٹ گیا ہے جرثوموں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے **ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ** (8۔ سورت السجدہ) پھر اُس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے - پھر آپ دیکھیں کہ ست وہ مزید آگے بڑھتا چلا

جاتا ہے اب وہ خون کا لو تھڑا بن گیا ہے اب آپ دیکھیں یہ تصویر جسم کے تین تاریک حصے ہیں اور فلوپی نالی ہے رحم مادر کی اندرونی دیوار ہے اور وہ حصہ جہاں جنین ایک خاص قسم کے مائع مادے سے بھری ایک تھیلی میں نشونما پانا شروع کرتا ہے یہاں یہ چیزیں دکھائی جا رہی ہیں اب یہاں پہ آپ دیکھیں کہ جمے ہوئے خون کا لوتھڑا اور آنکھیں بنتی ہوئی نظر آ رہی ہیں اب دیکھیں بالکل اس کی ابتدائی شکل ہے پھر آپ اور آگے چلیں اور آپ یہاں پہ دیکھیں یہ مزید کتنا چھوٹا سا ہے اب انسانی چہرے کے ابتدائی ایام ہیں دیکھ کر ڈر لگتا ہے لیکن شروع میں ایسا ہوتا ہے پھر آپ اور آگے چلیں اب آپ دیکھیں اب میں آپ کے سامنے یہ بات لانا چاہ رہی تھی کہ دودھ پلانے کا عمل اب آپ دیکھیں یہ جو مدافعتی نظام کے جو عناصر ہیں یہ کیا کرتے ہیں کہ بچے کو ماں کے دودھ میں تیار شدہ شکل میں مل جاتے ہیں اور بچے کو اس کے دشمنوں سے بچا لیتے ہیں یہ جراثیم دشمن ہیں۔ عام دودھ کو اگر 6 گھنٹوں تک آپ کسی کمرے کے درجہ حرارت پر چھوڑ دیں تو اس میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں لیکن ماں کے دودھ کو اتنے وقت کے لیے رکھ بھی دیا جائے تو اس میں جراثیم پیدا نہیں ہوتے کیونکہ ماں کے دودھ میں ایسی چیز موجود ہوتی ہے کہ وہ اس میں جراثیم نہیں پیدا ہونے دیتی۔ پھر یہ کیا کرتے ہیں یہ بچے کی حفاظت کرتے ہیں اور ماں کا جو دودھ ہوتا ہے آسانی سے بچہ اس کو ہضم کرتا ہے اور بچہ آسانی سے جب اس کو ہضم کرتا ہے اور بچے کی صحت کے لیے ماں کا دودھ بہت اچھا ہے۔ بعض مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں اپنے جسم کی حفاظت کے لیے اپنی نزاکت کے لیے اپنے حسن اور خوبصورتی کے لیے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ ماں کا دودھ بچے کا حق ہے اور یہ ایک قدرتی آبشار ہے جو اللہ تعالی نے ہر ماں کو دیا ہے نہ اس کو گرم کرنا پڑتا ہے نہ اس کو دھونا پڑتا ہے نہ اس کے لیے کوئی محنت مشقت کرنی پڑتی ہے آرام کے ساتھ بلکہ چند گھڑیاں سکون کی مل جاتی ہیں جتنی دیر بچے کو دودھ پلاتے ہیں آپ بیٹھتے ہیں اور بچے کو دودھ پلاتے ہیں اور بچہ جب آپ اس کو گود میں لیتے ہیں اور دودھ پلاتے ہیں اپنی ماں کے ساتھ ایک اپنائیت اور طمانیت محسوس کرتا ہے اور ماں کا قرب اس کو تحفظ کا احساس دیتا ہے سائنس مختلف اور بھی باتیں کہتی ہے۔ بہرحال ہمارے لیے اہم بات کیا ہے کہ ماں کا دودھ بچے کو کیا فائدہ دیتا ہے اس کے علاوہ ماں کا دودھ کتنی دفعہ اور کتنے وقفوں سے پلانا چاہیے اس کے بارے میں سائنس کیا بتاتی ہے کہ خود بخود یعنی بچے کو جب دودھ پینے کا وقت ہوتا ہے ماں کے سینے میں دودھ اترنا شروع ہوجاتا ہے ادھر سے دودھ اترتا ہے اس کو خود اضطراری طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ اب بچے کو بھوک لگی ہے اور اب بچے کے دودھ کا وقت ہو گیا ہے جیسے کمپیوٹر سسٹم نہیں ہے کہ خود بخود کمپیوٹر آگے کرتا چلا جاتا ہے کام بالکل اسی طرح اللہ تعالی نے نظام اوقات کے جو وقفے دیئے ہیں کہ ایک طرف بچے کے پیٹ میں تیزاب وافرمقدار میں جب بنتا ہے تو اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کو سہولت ہوتی ہے کہ وہ انتظار کرتا ہے دودھ کا اور اس کے نظام ہضم کو جو شدید نقصان پہنچتا ہے تو دودھ اس کو فائدہ دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ دودھ بڑی جلدی ہضم ہو جاتا ہے ماں کا دودھ اور اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ شروع کے 6 مہینوں میں ماں کے دودھ میں مدافعتی جرثومے پائی جاتے ہیں جو بچے کو چھوت چھات کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے اس میں چیچک کی بیماری کے بچنے کے لیے بھی مدافعتی جرثومے ہوتے ہیں اور اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے کہ بچہ کو بیماری نہیں پہنچتی اگر وہ ماں کا دودھ پیتا ہے اور حالیہ جیسے کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ماں کا دودھ نہیں دینا چاہیے کہ ماں کے دودھ میں فولاد کی کمی ہوتی ہے، یہ کمی ہے وہ کمی ہے لیکن کہتے ہیں سائنس نے تحقیق سے یہ بات اب بتائی کہ بچپن میں خون جگر میں ہی پیدا ہوتا ہے اور بڑے جب ہوتے ہیں تو خون ہڈی کے گدے میں بنتا ہے جب بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کے جگر میں فولاد ذخیرہ شدہ ہوتا ہے تو اب آپ دیکھ لیں کہ اب یہ کہہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ

نے اتنا عرصہ پہلے یہ بات کہہ دی تو بہرحال دودھ پلانے کے لیے اس کے فائدے بہت ہیں اور جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں دوسرے جو جانوروں کا دودھ پیتے ہیں کہتے ہیں ماں کا دودھ پینے والے بچے زیادہ ذہین ہوتے ہیں زیادہ صحت مند ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کو تحفظ کا احساس اور مادری شفقت کا احساس زیادہ ملتا ہے پھر ماں جو دودھ پلاتی ہیں ایسی مائیں سینے کے کینسر سے محفوظ رہتی ہیں توبچوں کا دودھ پلانا کینسر سےبچاؤ کا ایک مثبت ذریعہ ہے اور دودھ پلانے سے کہتے ہیں کہ ماں کے جو غدود ہیں اندر جسم کے وہ خود بخود سکڑنے شروع ہو جاتے ہیں جس سے ماں خود ہی چُست ہوتی ہے اس کا جسم ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے ایک توازن اور ہم آہنگی جیسے حمل کے دوران عورت موٹی ہو جاتی ہے تو دودھ پلانے کے عمل سے جب گزرتی ہے تو عورت پھر چُست اور خوبصورت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالی نے خود ہی ایک ایسا نظام قائم کیا ہے دودھ پلانے کا کہ اس دوران جو مختلف غدود کی رطوبتیں ہوتی ہیں اس سے عورت کے جسم کے اندر ایک ہم آہنگی اور توازن کا نظام پیدا ہو جاتا ہے تو دودھ پلانے والی ماں صحت مند ہوتی ہے ماں کا دودھ پینے والا بچہ صحت مند ہوتا ہے یہ انعام قرآن مجید کا ایک عظیم تحفہ ہے جو اللہ تعالی نے کہا **وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ** اور یہاں یہ اس کا دودھ چھڑانا دو سال ہے اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ بچے کو دو سال دودھ پلانا چاہیے زیادہ سے زیادہ گو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ ایک رائے یہ بھی ملتی ہے ڈ ھائی سال لیکن بہرحال آپ سورت البقرہ میں بھی پڑھ چکیں کہ دودھ پلانے کا عمل دو سال ہے لیکن ماں باپ اگر چاہیں تو مشورے سے اس کو کسی اور سے پلوانا چاہیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مشورے سے ماں باپ طے کر سکتے ہیں کم بھی کر سکتے ہیں مدت کو لیکن دو سال اس کی قرآن مدت بتاتا ہے پھر کہا **أَنِ ٱشْكُرْ لِى** کہ میرا شکر اداکرنے والے دیکھ اور اپنے والدین کا۔ اب اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا شروع میں بھی اللہ کا شکر اور پھر والدین کا پھر اس کے بعد والدین میں سے خاص طور پر ماں کا ذکر کیا تو ماں کا حق خدمت زیادہ ہے ماں کی خدمت کرنا اس کا خیال رکھنا یہ بہت ضروری ہے اس سلسلے میں میں آپ کو **حدیث جُرَیج** سناتی ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ دوسرا جُرَیج والا بچہ۔ یہ جریج نامی شخص بڑا عبادت گزار تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اسی میں رہتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا کہ اے جریج! تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف میری نماز (میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں)؟ آخر وہ نماز ہی میں مصروف رہا۔ اس کی ماں واپس چلی گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا کہ اے جریج ! وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! میری ماں پکار رہی ہے اور میں نماز میں ہوں۔ (اب میں کیا کروں!)۔ آخر وہ نماز میں ہی لگا رہا۔ پھر اس کی ماں اگلے دن پھر آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکار لگائی کہ اے جریج! وہ کہنے لگا کہ اے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز۔ بہرحال وہ اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ اس کی ماں نے کہا کہ یااللہ! اس کو اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے)۔ پھر بنی اسرائیل میں جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا ہونے لگا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی ضرب المثل تھی۔ وہ بولی اگر تم کہو تو میں جریج کو ابتلاء یا فتنہ میں ڈالوں۔ پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی لیکن جریج نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانے میں آیا کرتا تھا اور اس سے زنا کرایا جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو کہنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے، اسے نیچے اتارا اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور اس کو مارنے

لگے۔ وہ بولا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تجھ سے ایک بچے کوجنم دیا ہے۔ جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آکر اس کے پیٹ میں ایک کچوکا لگایا اور بولا کہ اے بچے ! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ جریج کی طرف دوڑے اور اس کو بوسہ دینے اور اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنائے دیتے ہیں۔ وہ بولا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی سے پھر بنا دو۔ تو لوگوں نے بنا دیا۔ (تیسرا) بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ اتنے میں ایک بہت عمدہ جانور پر ایک خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا۔ تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یا اللّٰہ! میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنا دے ۔ یہ سنتے ہی اس بچے نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یا اللّٰہ !مجھے اس کی طرح نہ کرنا۔ اتنی بات کر کے پھر وہ بچہ پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اللّٰہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یااللّٰہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا اللّٰہ! مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ ماں نے اپنے بچے سے کہا او سر منڈے اس کے سر کے بال اترے ہوئےتھے کہ تو ایسا کیوں کہتا ہے بچہ بولا، وہ سوار ایک ظالم شخص تھا، میں نے دعا کی کہ یا اللّٰہ ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللّٰہ ! مجھے اس جیسا بنا دے(یہ امام مسلم کی روایت ہے)اچھا اب آپ دیکھیں کہ یہ جو حدیث میں نے آپ کو سنائی اس میں تین بچوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے ماں کی گود میں بات کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تو آپ پڑھ ہی چکیں پیچھے سورت میں بھی دوسرا صاحب **جُرَیج، جُرَیج** نہیں بولے **جُرَیج** کا ساتھی بولا ہے یہ سمجھ آگئی نا صاحب **جُرَیج (جُرَیج** کا ساتھی) بولا وہ چھوٹا سا بچہ جو چرواہے کا بچہ تھا جو خوبصورت عورت کے بطن سے پیدا ہوا تو بچے نے گواہی دی کہ میں **جُرَیج** کا نہیں ہوں (صاحب **جُرَیج) جُرَیج** کا ساتھی بولا ہے اور تیسرا بنی اسرائیل کی جو عورت تھی اس کی گود میں جو بچہ تھا وہ بولا تھا ماں تو ایسا ظاہر دیکھ کر کہہ رہی تھی اس کو نہیں پتہ تھا کہ لونڈی پر الزام لگوایا جا رہا ہے اچھا یہ جو حضرت **جُرَیج** تھے یہ کیا عبادت کر رہے تھے؟ یہ نفلی عبادت کر رہے تھے تو عمل کے لیے جو اصول ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر تو فرض نماز یا جو فرائض ہیں زندگی کے اس میں اگر والدین اولاد کو مجبور کریں شرک کرنے پر گناہ کرنے پر تو والدین کا کہنا ماننا جائز نہیں ہے فرائض کے معاملے میں کیونکہ اگر کسی کے والدین اولاد کو مجبور کریں کہ وہ شرک کریں تو والدین کا کہنا اولاد کو نہیں ماننا چاہیے ٹھیک ہے آپ پیچھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ کا واقعہ بھی پڑھ ہی چکی ہیں کہ ان کی ماں شرک پر مجبور کرتی تھیں اگلی آیت میں بھی ہے اور ہاں یہ جو عبادت کر رہے تھے نفلی عبادت تھی تو نفلی عبادت میں اگر اولاد مشغول ہو اور والدین میں سے کوئی اسے پکارے تو نماز توڑ کر بھی اس آواز پر لبیک کہنا چاہیے اور ان کا حکم بجا لانا چاہیے اور آپ دیکھیں کہ فرض نماز تو پانچ ہی ہیں اور باقی یہ کہ بعض بچے ہیں ہمسائیوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ رضاکارانہ کام کر رہے ہیں سارا دن باہر رہتے ہیں والدین کی خبر نہیں لیتے بیمار ہیں دوائی دینی ہے ان کو **اشیاء خوردونوش** کی ضرورت ہے وہ اس برف میں نکل نہیں سکتے سارا وقت باہر رہیں گے ادھر ادھر دوستوں کے ساتھ ہیں اور کہیں گے کہ ہم حقوق العباد ادا کر رہے ہیں۔ ایک

عورت امریکہ میں مجھ سے بار بار یہ سوال پوچھتی تھی کہ بتاؤ کہ میرا بیٹا ہے سارا دن دین کی خدمت کرتا ہے مجھے ٹائم نہیں دیتا تو کیا میری خدمت کرنا اسلام نے اس کو نہیں بتایا تو زندگی میں توازن کا نہ ہونا کیا ہے؟ دین کی صحیح سمجھ کا نہ ہونا۔ **مفہوم حدیث** رسول اللہ ﷺ نے تو ایک صحابی کو جہاد سے واپس بھیج دیا انہوں نے بتایا کہ میں جہاد پر آیا ہوں والدین کو روتا چھوڑ کر ان کی اجازت کے بغیر آ گئے تھے کہا کہ جا جس طرح ان کو روتا ہوا چھوڑ کر آئے تھے جا کے ان کو ہنسا اور ان کی خدمت کر۔ تو والدین کے بہت حقوق ہیں اور یہاں پہ بھی جو بات کہی جارہی ہے **أَنِ ٱشْكُرْ لِى** کہ میرا شکر کر **وَلِوَٰلِدَيْكَ** اور اپنے والدین کا یہاں پہ **وَلِوَٰلِدَيْنِ** تھا نون گر چکا ہے اور کہا کہ اپنے دونوں والدین کا شکر ادا کر ان کی خدمت **إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ** میری طرف تجھے پلٹنا ہے یہ بڑی خوبصورت بات ہے جو اللہ تعالی نے یہاں پر بتائی ہے **إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ** اس کے معنی کیا ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ پھر تجھے میری طرف لوٹ کر آنا ہے اگر تم نے میرے حق ادا کرنے میں یا والدین کی شکر گزاری میں ان کی خدمت میں کوئی کمی کر دی تو بھاگ کر جاؤگے کہاں کوئی جائے فرار نہیں ہے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں ہے پھر کیا ہوگا میری طرف لوٹ کر آنا ہوگا یعنی قیامت ،آخرت ،حساب کتاب کا تصور دلا کر انسان کو ڈرایا جا رہا ہے کہ تم نہ تو توحید کے خلاف کوئی عمل کرو اور نہ ہی والدین کو ناراض کرو ان کے ادب ،احترام ان کی خدمت محبت شفقت میں کوئی کمی نہ کرو۔ تو جو مخلص لوگ ہیں پھر ان کا کیا طور طریقہ ہوتا ہے ایک طرف وہ توحید پرست ہوتے ہیں دوسری طرف والدین کی خدمت کرتے ہیں اگر والدین بوڑھے ہیں تو ان کے بڑھاپے کا سہارا بن جاتے ہیں اگر وہ محتاج ہیں تو پھر ان کی مالی مدد کرتے ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ والدین نے ہمارے لیے بچے پیدا کیے تھے اب ہم ہی کمائی کرتے رہیں ان کو دیتے رہیں نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ میرے والدین ان کو ضرورت ہے گھر کے خرچے میں تو وہ اپنے ماں باپ کا ساتھ دیتے ہیں اور احسان کے درجے کی نیکی کی کوئی حد نہیں ہے۔

آیت نمبر 15۔ وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان دُنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اُس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اُس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو

وَإِن جَٰهَدَاكَ اور اگر وہ دونوں تجھے مجبور کریں آپ پڑھ ہی چکی **(ج ہ د)** انتہائی کوشش کے لیے ہے اور یہاں پہ الف کا اضافہ ہے **جَٰهَدَاكَ** کہ اگر وہ تجھ پر انتہائی دباؤ ڈالیں اگر وہ دونوں تجھے مجبور کریں کیا بات بتائی جارہی ہے کہ اگر وہ والدین دونوں تجھے مجبور کرتے ہیں تجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں یہاں پر آپ دیکھیں کہ **جَٰهَدَاكَ** کے معنی کیا ہیں یہاں پر بتایا یہ جارہا ہے کہ اگر وہ دونوں کوشش کریں انتہائی کوشش کر رہے ہیں پوری طرح مجبور کر رہے ہیں کیا **عَلَىٰٓ** اس بات پر **أَن تُشْرِكَ بِى** کہ تُو شریک کرے میرے ساتھ **مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ** جس کو تُو نہیں جانتا **مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ** جو تیرے علم میں ہی نہیں ہے **فَلَا تُطِعْهُمَا** توان دونوں کا کہنا نہ ماننا پھر ان دونوں کی اطاعت نہیں کرنی اب یہاں پر توازن سکھایا جارہا ہے اللہ کے حق میں اور والدین کا جو حق ہے اس میں کیا ہے کہ ایک توازن ہے کہ اللہ کا حق سب سے اوپر ہے اللہ کے حق کے نیچے ہے سب کا حق حتیٰ کہ والدین کا ذکر اپنے ساتھ تو

کیا لیکن یہ کہا کہ اگر تیرے والدین تجھے یہ مجبور کریں کہ مجھے چھوڑ کر ،یعنی گویا کہ میرے علاوہ تُو اپنے والدین کا جو کہنا مان لیکن اگر وہ تجھے شرک کرنے کو کہیں تو پھر تُو اپنے والدین کا کہنا نہ ماننا اللّٰہ کا جو قانون ہے اسلام یہ قانونِ عدل ہے بڑا خوبصورت دین ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ حکم ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ بات مانو دوسرے طرف کہہ رہے ہیں ان کی بات نہ مانو تو بات کونسی ماننی ہے؟ جو اللّٰہ کی اطاعت میں ہے۔ جب والدین اللّٰہ کی نافرمانی کے لیے کہیں بیٹے سے پھر ان کا کہنا نہیں ماننا پھر ان کی اطاعت نہیں کرنی اچھا اب کیا ہوا کہ والدین نے شرک کرنے کو کہا اللّٰہ تعالیٰ نے کہا۔**عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى** پھر تمہیں شرک نہیں کرنا اور یہ بھی کہا **مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ** کہ تیرے پاس علم نہیں ہے کیونکہ قرآن میں کہیں ہے ہی نہیں کہ کسی اور کو بھی اللّٰہ کے ساتھ شامل کیا جا سکتا ہے اللّٰہ کے اختیارات میں ،حقوق میں، فرائض میں اور اللّٰہ کے الہ ہونے میں کسی کو شامل نہیں کیا جا سکتا۔ **ۖوَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا** اب کیا کہا لیکن دنیا میں ان کے ساتھ معروف رہنا نیک رہنا یہاں پر معروف کی قید ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں کہ ایک طرف کہا کہ کہنا نہ مان اور دوسری طرف اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں لیکن دنیا میں ان کے ساتھ عرف کے مطابق رہنا **معروف** ان کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرنا۔ معروف کیا ہوتا ہے اس طرح سے رہنا جیسے کہ لوگ رہا کرتے ہیں دستور کے مطابق معاملہ کرنا جیسے کہ لوگ اپنے والدین کے ساتھ معاملہ کیا کرتے ہیں اچھا اب اس کے معنی یہ ہیں کہ اب مثلاً والدین شرک کا کہہ رہے ہیں آپ نے شرک تو نہیں کیا لیکن یہ نہیں اس کا مطلب کہ والدین کے ساتھ بدتمیزی کرنی شروع کر دو بد کلامی کرنی شروع کر دو یا ان کی توہین کرو ہر چیز کی ایک حد ہے تو والدین کی اطاعت نہ کرنے کے ساتھ حد بندی کر دی۔ لیکن دنیا میں ان کے ساتھ معروف رویہ اختیار کرنا مثلاً جسمانی خدمت ہے مالی اخراجات ہے اس میں کمی نہ ہونے دینا دنیا کے لحاظ سے بے ادبی نہ کرنا کوئی ایسی بات نہ کرنا جسے ان کی دل آزاری ہو گویا کہ شرک اور کفر کے معاملے میں اگران کا کہنا نہیں مانوگے تو وہ تو نہیں ماننا۔ جیسے کہتے یہ آیت نمبر 15 بھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی وہاں پہ بھی اور یہاں پہ بھی کیونکہ والدہ جب مجبور کر رہی تھیں کہ کھانا نہیں کھاؤں گی سائے میں نہیں آؤں گی پانی نہیں پیوں گی اور وہ جا کر کھڑی ہوگئی تھیں اور کہتے ہیں کہ بے ہوش ہو گئی تھیں اور کہا تھا کہ جب تک وہ اللّٰہ کا انکار نہیں کریں گے تو وہ کہنا نہیں مانیں گی کچھ کھائے پیئں گی نہیں تو اللّٰہ تعالیٰ نے ایک طرف سورت العنکبوت میں آیتیں نازل کر دیں اور دوسری طرف یہاں پر بھی اللّٰہ تعالیٰ نے آیتیں نازل کر دی جیسے سورت العنکبوت میں بھی کیا ہے **وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** (8۔ سورت العنکبوت)ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبُود) کو شریک ٹھہرائے جسے تو (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر میری ہی طرف تم سب کو پلٹ کر آنا ہے، پھر میں تم کو بتا دوں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ بالکل ملتی جلتی آیتیں ہیں تو اس سے بھی ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ والدین کو راضی کرنے کے لیے اللّٰہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا " **لا طاعة لأحد في معصية الله تبارك وتعالى** "(یہ مسند احمد کی روایت ہے) لیکن دنیا کے معاملے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے تو بے شک والدین کافر بھی ہوں دنیا کے لحاظ سے دستور کے مطابق ان کی جسمانی خدمت مالی خدمت میں کمی نہیں کرنی، یہ نہیں کہ وہ کافر ہیں یہ اللّٰہ اور ان کا معاملہ ہے کہ وہ کفر کر رہے ہیں آپ سمجھاتے چلے جائیں گے اور اس کے ساتھ کیا کریں گے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا بات چیت میں مال میں خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا **ۖوَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا** حضرت اسماء رضی اللّٰہ عنہا نے رسول اللّٰہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ

کافرہ ہیں اب میں ان کو تحفے تحائف دے سکتی ہوں حسن سلوک کر سکتی ہیں تو آپ نے کہا تھا کہ ہاں آپ دے سکتی ہیں تحفے تحائف بھی اور حسن سلوک کر سکتی ہیں پھر فرمایا **وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** اور پیروی بھی کر **وَٱتَّبِعْ** یہاں پہ حکم کا صیغہ بھی ہے تَ پر **شَدْ** بھی ہے اور کیا کہا جا رہا ہے؟ **وَٱتَّبِعْ** کر **سَبِيلَ** اس راستے کی **مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** جس نے میری طرف رجوع کیا ہے اب پیروی اس شخص کے راستے کی کرنا **مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** نوب سے ہے پلٹنے والا رجوع کرنا بار بار پلٹنا **مُنِيب** - **قلبِ مُنِيب** وہ دل ہوتا ہے جو بار بار اللہ کی طرف پلٹتا ہے بار بار اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو یہاں پر بھی جو بات بتائی جا رہی ہے وہ یہی ہے کہ پیر وی کرنا اس کے راستے کی **مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** جس نے میری طرف رجوع کیا ہے یہ بڑی خوبصورت بات ہے کہ اب کن کے پیچھے چلنا ہے یہ نہ ہو کہ سماجی دباؤ کی وجہ سے تم نیک لوگوں کا راستہ چھوڑ دو بتایا جا رہا ہے کہ تمہارے امام کون ہونے چاہیے تمہارے امام وہ لوگ ہونے چاہیے جو میری پیروی کرتے ہیں **مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** جو میری طرف لوٹ کر آتے ہیں صرف اللہ کے راستے کی پیر وی کرنے والے ہیں اب آپ دیکھ لیں ہم بھی اپنا جائزہ لیں کہ ہم کس کی پیر وی کرتے ہیں زمانہ، رسم و رواج، دوست یا اللہ سے دور جولوگ ہیں ، کھلاڑی ہیں اور فلمی ستارے ہیں کس کی پیروی کرتے ہیں۔ **وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** پھر کہا تم سب کو پلٹنا میری طرف ہے کس کو **مَرْجِعُكُمْ** سب کو کون مراد ہے اولاد بھی اور والدین بھی وہ اولاد جس نے والدین کے پیچھے لگ کر اللہ کی نافرمانی کی وہ بھی اللہ ہی کے پاس جائیں گے اور وہ والدین جو اولاد کو شرک پر مجبور کرتے ہیں مکہ میں بہت سے والدین اپنی اولاد کو نیک نہیں بننے دیتے تھے اور بہت سی اولاد اپنے والدین کو کفر کرنے پر مجبور کرتی ہے تو اولاد ہو یا والدین سب کو پلٹنا میری طرف ہے **فَأُنَبِّئُكُم** پھر میں بتا دوں گا تم کو **بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے کہ دنیا میں تمہارے عمل کیسے تھے تو یہاں پہ جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ کی بندگی کرنی ہے اور اللہ کی بندگی میں جو قصور ہوں گے غلطیاں ہوں گی جو گناہ ہوں گے خواہ والدین سے ہوں یا بچوں سے جو زیادتیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب تم میرے پاس آوگے **فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے اب آپ دیکھ لیں کہ آج اولاد اپنے والدین کو کہتی ہے میرے والدین اچھے نہیں کوئی کہتا ہے کہ میرا تو والد ہی پاگل ہے کوئی کہتا ہے میری ماں نے ہماری کوئی تربیت ہی نہیں کی پچھلے دنوں ایک عورت اس بات پر بڑی افسردہ تھی کہتی ہے میری بیٹی کہتی ہے کہ تُو نے ہماری اچھی تربیت نہیں کی تو ماں بہت اداس تھی آپ دیکھیں کہ اگر اولاد ماں باپ کو ایسے کہے اور بعض اوقات اولاد کو جب سمجھاتے ہیں تو معاشرےمیں ایسی مثالیں ملتی ہیں ابھی جو ایک عالم امام شہاب بتا رہے تھے کہ ایک بچے نے 911 کو فون کیا کیوں فون کیا؟ اپنے باپ کے خلاف کہ میرا باپ نماز پڑھنے کو کہتا ہے آپ سوچیں کہ والدین کو پولیس پکڑ کر لے جائے اور وہ جیل میں ڈالے اور وہ ان کی بے عزتی کرے اور توہین کرے تو کیا یہاں کا میڈیا یا یہاں کا معاشرہ یا یہاں کے لوگ کیا وہ زیادہ خیر خواہ ہے والدین کی نسبت؟ تو ہمارے ہاں ایسی مثالیں سامنے آ رہی ہیں کہ اولاد اپنے والدین سے حسن سلوک نہیں کر رہی اور بعض والدین نے اولاد کو توحید کی تعلیم نہیں دی، دین کی تعلیم نہیں دی یہ دو اطراف کی ٹریفک ہے ایک طرف والد کا بتایا کہ **يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ** اس نے کہا دوسری طرف اولاد کو بتایا کہ تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں ہم نے یہ بات کہی تھی ہم نے یہ نصیحت کی تھی کہ اللہ کا کہنا ماننا ہے کسی اور کا کہنا نہیں ماننا تو والدین نے اولاد کی تربیت میں، پرورش میں، نگہداشت میں، ان کے حقوق دینے میں جیسے ایک لڑکے کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شکایت کی یہ میرا حق ادا نہیں کرتا تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ساری بات سنی تو آپ نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال

سارا کچھ تیرے باپ کا ہے تو بیٹے نے کہا کہ میرے باپ پر میرے کیا حق ہے؟ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ نے بتایا کہ اس کو اچھا نام دے اس کے لیے اچھی ماں کا انتخاب کر اس کی اچھی تعلیم و تربیت کر تو وہ لڑکا کہنے لگا کہ میرے باپ نے میرا ایک حق بھی ادا نہیں کیا کہا کیسے؟ کہا کہ اس نے میرا نام جعلاء رکھا(کالے مکڑے کا ایک نام ہے) دوسرا کہا کہ اس نے میرے لیے ایک مجوسی عورت کا انتخاب کیا اس نے ایک مسلمان عورت سے شادی بھی نہیں کی ایک غیر مذہب کی عورت سے شادی کی۔ اور پھر تیسرا کہ اس نے میری تعلیم و تربیت بھی نہیں کی۔ اب بچے کی تعلیم و تربیت ہی نہیں ہے تو اس کو کیا پتہ ہو کہ ماں باپ کے حقوق کیا ہیں والدین اور بچوں دونوں کے فرائض بھی ہیں اور ذمہ داریاں بھی ہیں **ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ** پھر تمہیں میری طرف لوٹ کرآنا ہے **فَأُنَبِّئُكُم** پھر میں تمہیں بتاؤں گا**بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** کہ دنیا میں کیسے عمل کرتے رہے آج کا سبق ہمیں بتاتا ہے کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی حکیم اور دانا بن جائیں ہم حکمت سے مالا مال ہو جائیں تو ہمیں اپنے دلوں میں اللّٰہ کا خوف پیدا کرنا چاہیے۔ **رَأْسُ الحِكْمةِ مَخافةُ اللهِ"** حکمت کی جڑ (بنیاد) اللّٰہ کا خوف ہے دوسری بات یہ پتہ چلتی ہے کہ ایک اللّٰہ کی بندگی کرنا یہ شکر دراصل اللّٰہ کی بندگی ہے جس کے پاس حکمت ہے وہ شکر گزار ہوتا ہے جو شکر گزار ہوتا ہے وہ اپنی زندگی میں اللّٰہ کے احکامات کو نافذ کرتا جاتا ہے اب یاد رکھیے گا پورے سبق میں ایک آیت کا دوسری آیت سے تعلق ہے نمبر 1 حکمت ،حکمت کیا ہے؟ شکر ہے شکر کیا ہے؟ اللّٰہ کی بندگی ہے توحید ہے اور توحید کیا ہے؟ حقوق اللّٰہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے جس کا حق آتا ہے وہ والدین کا آتا ہے تو والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو والدین اولاد کے ساتھ اچھا معاملہ کریں ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اے اللّٰہ ہم آپ سے دعا کرتے ہیں **اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"** ہم تیرا ذکر بھی کریں اور عبادت بھی کریں (بہترین عبادت کرنا اور بہترین شکر کرنا)۔ **رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا** (24۔ سورت الاسراء)اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا" ۔ **رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ()رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ** (40,41۔ سورت ابراھیم) ا ے میرے پروردگار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار، میری دعا قبول کر. پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہوگا"۔ ایک بات یاد رکھیں اگر ہم والدین کا دل دکھاتے ہیں تو یہ گناہ کبیرہ ہے-اف تک نہ کہنا-اور ماں اور باپ کا دن منانا-اور ایک دفعہ ان کو کھلا پلا دینا اور گلدستہ پیش کردینا اس سے ان کا حق ادا نہیں ہو جاتاہے ہر روز، ہر صبح، ہر شام ماں اور باپ کا دن ہو-وہ تین لوگ جن سے مشکل ٹل گئی تھی ان میں سے ایک آدمی ساری رات ماں باپ کے سرہانے دودھ کا پیالہ لے کر کھڑا رہا حضرت اویس قرنی رحمہ اللّٰہ کو رسول اللّٰہ ﷺ نے **خیرُالتابعین** کا نام دیا حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ سے کہا اگر ہو سکے تو اے عمر آپ حضرت اویس قرنی رحمہ اللّٰہ سے دعائے مغفرت کروا لینا-جب وہ اللّٰہ کے نام کی قسم کھاتا ہے تو اللّٰہ اس کی قسم کو پورا کر دیتے ہیں-حضرت اویس قرنی رحمہ اللّٰہ کون تھے؟ رسول ﷺ کا زمانہ پایا لیکن صحابیت کے شرف سے محروم ہو گئے-یہ دور یمن کے علاقے میں رہتے تھے۔ والدہ بوڑھی تھیں۔ جس وجہ سے وہ رسول اللّٰہ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ جب تک والدہ زندہ تھیں حج نہیں کر سکے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے ان کی خبر دی گئی۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ غزوۂ احد میں جب آپ کے دانت شہید ہو گئے تھےتو حضرت اویس قرنی رحمہ اللّٰہ نے اپنے دانت ایک ایک کر کے نکال دیئے-گمنام شخصیت تھی-حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کے زمانہ میں جب اسلام پھیلا تو بہت سے قافلے آئے تو ایک قافلے میں یہ بھی آئے تھے۔ رسول ﷺ نے

خوشخبری دی تھی کہ وہ آئیں گے-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول ﷺ نے آپ کا حلیہ بتایا تھا-حضرت عمر رضی اللہ وہ تھے جن کو دیکھ کر شیطان اپنے راستے سے ہٹ جاتا تھا شیطان آپ سے ایسے ڈرتا تھا کہ جس راستے سے وہ چلتے تھے وہ آگے آگے بھاگتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد اگر کوئی پیغمبر آتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے اور آپ نے جنت میں جب محل دیکھا بڑا خوبصورت محل اور آپ نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ کہا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے آپ کا دل چاہا کہ میں اس کا پردہ ہٹا کر اندر سے دیکھوں کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ مجھے تیری غیرت کا خیال آ گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سےکہا کہ ہو سکے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے دعائے مغفرت کروا لینا تو جو اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں وہ دنیا میں جنت میں محل بناتے ہیں والدین کیا کوئی مٹی کا ڈھیر ہیں کوئی گندگی کا بوجھ ہیں کوئی کوڑا کرکٹ ہیں کہ ان کو دارالامان میں پھینک دیا جائے اور وہ اپنے بچوں کو کتنی محبت سے پالتے ہیں آپ ناشتہ نہیں کرتی ہیں اگر آپ کا بچہ کسی وجہ سے ناشتہ نہیں کر کے گیا آپ کا دل پریشان ہے کہ میرے بچے نے ناشتہ ہی نہیں کیا اب وہ سکول میں کیسے رہے گا ارے گرم کپڑے نہیں پہن کے گیا آج اس نے گرم پاجامہ نہیں پہنا باہر اتنی برف ہے آپ کتنی ہی تھکی ہوئی ہوں آپ کہتی ہیں ٹھہرو بیٹا میں تمہیں گاڑی سے چھوڑ کر آتی ہوں وہ کہتا ہے نہیں امی کوئی بات نہیں میں چلا جاؤں گا آپ اس کو کہتے ہیں بیٹا یہ دو نوالے تو لے لو چلو میں تیرے منہ میں ڈالتی ہوں آپ سوچیں تو سہی کہ آپ اپنے بچوں کو کیسے پال رہی ہیں آپ کے والدین نے آپ کو کیسے پالا ہوگا تو میرے اور آپ کے شوہر کے والدین جو ساس سسر ہیں وہ بھی انسان ہیں فرشتے تو نہیں ہیں ان سے بھی کمی کو تاہی ہو جاتی ہے دل سخت نہ کریں ان سے محبت کریں حسن سلوک کریں اگر میرے شوہر کے والدین اس سے روٹھ گئے تو اس کی جنت اس سے روٹھ گئی اور میں تو اکثر یہی بات سوچتی ہوں کہ شوہر جو اتنا پڑھا لکھا ہے اتنی خوبصورت شخصیت ہے اتنی خوبصورت اس کی تنخواہ ہے اتنی خوبصورت اس کی گاڑی ہے- میرے شوہر میں کوئی بھی خوبی نہ ہو ایک مثال دے رہی ہوں ہم اتنی ناشکری کرتی ہیں لیکن سوچیں اللہ نے اس کی وجہ سے مجھے اولاد دے دی اگر وہ نہ ہوتا میری شادی نہ ہوتی کتنی عورتیں آج بغیر شادی کے بیٹھی ہوئی ہیں تو مجھے اللہ نے گھر دیا شوہر دیا سارا کچھ دیا اور اولاد دی اور مجھے ساری چیزیں اچھی لگتی ہیں اس کے ماں باپ مجھے اتنے برے لگتے ہیں کہ میں ان کی خدمت نہیں کرنا چاہتی اور شوہر کو کرنے نہیں دیتی اور ناراض ہو جاتی ہوں گھر میں لڑائی جھگڑے ہیں- میرا د ل اس بات پر افسردہ ہوتا ہے کہ ایک بیٹا ماں باپ کو دھکا دیتا ہے کہ دوسرے کے پاس کیوں نہیں جاتیں دوسرا دھکا دیتا ہے کہ تیسرے کے پاس کیوں نہیں جاتیں تیسرا دھکا دیتا ہے کہ چوتھے کے پاس کیوں نہیں جاتیں اور آپ سوچیں کہ والدہ تو کبھی دھکے نہیں دیتیں والد تو کبھی دھکے نہیں دیتا اولاد کیسا بھی سلوک کرے ماں باپ جگر کا خون دے دے کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے کہ لوگوں کی زندگی میں توازن نہیں ہے حقوق کی ادائیگی میں توازن نہیں ہے تو جس کا حق ہے اس کو مقدم رکھنا چاہیے اور مجھے اور آپ کو بھی جائزہ لینا چاہیے کہ میں نے اور آپ نے اپنے والدین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ کیا حسن سلوک کیا کہ نہیں اگر کسی کے والدین زندہ ہیں اور اگر ان کے گھر پر بڑی مشکلات اور پریشانیاں ہیں نوکری نہیں ہے اولاد ٹھیک نہیں ہے مسائل بیماریاں مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور ان کا علاج کیا ہے استغفار کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کو راضی کرنا والدین کی خدمت کرنا- ایک شخص سے گناہ ہو گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ ہو گیا کوئی اس کا طریقہ ہے کہ میرا گناہ معاف ہو جائے کہا

کہ تیری ماں زندہ ہے وہ کہنے لگا میری ماں تو زندہ نہیں ہے کہا تیری خالہ زندہ ہے کہنے لگا ہاں کہا جا اس کی خدمت کر تاکہ اللہ تجھے معاف کردے۔ سوچیں خالہ کی خدمت سے گناہ معاف ہوں گے تو پھر ماں باپ کی خدمت سے کیا کیا نہیں مجھے اور آپ کو مل جائے گا تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اپنی جنت بنانے والا گناہوں کو معاف کروانے والا اور صراط مستقیم کے راستے پر چلنے والا بنائے اللہ تعالی ہم سب سے راضی ہو **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْدُعَاء۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ**